بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برائے تعلیم و تعلم

(۱) کیا مخلوق کے نام لگی چیز حرام ہوتی ہے؟

(۲) کیا غیر صحابی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں؟

(۳) کیا قیامت کے دن والد کے نام سے پکارا جائے گا یا والدہ کے؟

تالیف

خادمِ دینِ اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم اے)

مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ 977-A بلاک B-III گجرپورہ (چائنہ) اسکیم لاہور

042-36880027-28,0300-4274936

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	”برائے تعلیم و تعلم“
مؤلف	:	خادم دین اسلام منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور۔
پروگرامنگ	:	محمد عثمان علی یوسفی
کمپوزر و ڈیزائنر	:	حافظ محمد عظیم احمد یوسفی، زبیر بٹ یوسفی۔
کمپوزنگ	:	ابوبکر کمپوزنگ سینٹر 28-36880027-042
پروف ریڈنگ	:	مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، مفتی علامہ حافظ محمد آصف یوسفی
پہلی مرتبہ	:	۵۰۰۰ مارچ ۲۰۱۵ء بمطابق جمادی الاوّل ۱۴۳۶ھ
ناشرین	:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔سی۔ایس) مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای۔ میل ایڈریس info@seedharastah.com

بفیضانِ نظر

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نیّرِ اوجِ شرافت،

مصرِ محبت، زبدۃ العارفین، پیکرِ صدق و صفا، عاشقِ رسول

فنافی الرسول، پروانۂ توحید و رسالت، امین علم لدُنی، قطبِ جلی

نائب غوث الثقلین، منظورِ نظر داتا گنج بخش

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

﴿نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی﴾

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶ ۷ اگ۔ب

تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد

WWW.SEEDHARASTAH.COM

اِنتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس تالیفِ لطیف کو اُن اہلِ ایمان کے نام منسوب کرتا ہے جو اپنی زندگیاں اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ' اہلِ بیتِ عظام رضی اللہ عنہم' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے فرامین اور نمونے کے مطابق بسر کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کی عطا کو مانتے ہیں' نیز نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فیضانِ کرم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے روحانی تصرف کے قائل ہیں۔

نیاز کیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

کیا مخلوق کے نام لگی چیز حرام ہوتی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ○ (البقرہ:۱۷۳)۔

(صحیح ترجمہ) ”اُس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں' مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو جو ناچار ہو' نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یہ کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اُس پر گناہ نہیں۔ بے شک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے“۔

یہ آیتِ مبارکہ قرآنِ مجید کے مختلف مقامات پر مختلف انداز میں چار مرتبہ آئی ہے:

(۱) البقرۃ:۱۷۳' (۲) المائدۃ:۳' (۳) الانعام ۱۴۵ اور (۴) النحل:۱۱۵۔

اِنَّمَا حَرَّمَ = اگر یہاں کلمہ اِنَّمَا حصر کے لئے آیا ہے۔ تو آیتِ مبارکہ کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جَلَّ مجدہٗ الکریم نے صرف وہ چیزیں حرام کی ہیں جن کا حاشیہ نمبر ۳ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اِس کے سوا کچھ حرام نہیں۔ دوسری آیتِ مبارکہ میں اِس سے زیادہ صراحت کے ساتھ یہ بھی آیا ہے: قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطۡعَمُہٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ مَیۡتَۃً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِیۡرٍ فَاِنَّہٗ رِجۡسٌ اَوۡ فِسۡقًا اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○ [۱] ”(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِنہیں فرمائیں میں نہیں پاتا اِس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام مگر یہ کہ مُردار ہو یا رگوں کا

---

[۱] الانعام:۱۴۵۔

بہتا خون یا بد جانور کا گوشت کہ وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا تو جو ناچار ہوا نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک اللہ (عزوجل) بخشنے والا مہربان ہے۔'' حالانکہ کئی چیزیں حرام ہیں۔ تو جواب یہ ہے اِنَّمَا حصر کے لئے نہیں بلکہ یہ لفظ اِنَّ حرفِ تحقیق اور مَا کے ساتھ مرکب ہے اور اگر بالفرض حصر کے موافق آیتِ مبارکہ کا ترجمہ کیا جائے اور اِنَّمَا کو حصر ہی کے لئے رکھا جائے تو یہ حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے یعنی اُن چیزوں کے اعتبار سے حصر ہے جن کو کفار نے اپنی طرف سے حرام کرلیا تھا جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام ۲؎ وغیرہ جن کا سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۰۳ میں ذکر آتا ہے۔ تو اُن

۲؎ یہ چار جانور وہ تھے جنہیں مشرکینِ عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر اُن کا گوشت اور دُودھ اپنے لئے حرام سمجھتے تھے۔ اُن کی تردید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ م بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰکِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ؕ وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ (المائدۃ:۱۰۳) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مقرر نہیں کیا (یعنی اِن جانوروں کا گوشت حرام نہیں ہوگیا بلکہ حلال ہے۔) کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی۔ ہاں کافر اللہ (عزوجل) پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں اور اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔'' (۱) بحیرہ: یہ وہ اُونٹنی تھی جو پانچ بار بچہ دے دے اور آخر میں اُس کے نر ہو اُس کا کان چیر دیتے۔ (۲) سائبہ: وہ اُونٹنی تھی جس کے متعلق وہ بتوں کی نذر مانتے تھے کہ اگر بیمار اچھا ہوجائے یا فلاں عزیز سفر سے بخریت واپس آجائے تو میری اُونٹنی سائبہ ہے۔ (۳) وصیلہ: یہ وہ بکری تھی جس کے سات بچے پیدا ہوجاتے اور آخر میں نر مادہ جوڑا ہوتا۔ (۴) حام: یہ وہ اُونٹ تھا جس سے دس بار اُونٹنی سے جفتی کروائی جاتی تو اُسے چھوڑ دیا جاتا اور کہتے یہ جانور ہمارے کھانے میں حرام ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ مجدہٗ الکریم کا اِرشادِ مبارک ہے۔ میں نے تو اِن کو حرام قرار نہیں دیا یہ مشرکین کا بہتان اور افترا ہے۔ کافر اِن کو حرام سمجھتے تھے۔ جو بتوں کے نام چھوڑ دیئے گئے تھے۔ حالانکہ وہ حلال تھے معلوم ہوا ایسے جانوروں کو حرام سمجھنا مشرکین اور کفار کا طریقہ تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار سے جہاد کے بعد فتح کی صورت میں اُن کے ہر قسم کے مال پر قبضہ کرتے تھے جن میں جانور بھی ضرور ہوتے تھے مگر وہ سب کو مالِ غنیمت بنا کر آپس میں تقسیم کرلیتے تھے اور بغیر تحقیق کئے کھاتے تھے۔ (نور العرفان)

کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ ﷻ نے فرمایا کہ جن چیزوں کو تم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حرام تو صرف یہ اشیاء ہیں۔ میتۃ بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے۔

مَیْتَۃَ: میتۃ سے مراد وہ جانور ہے جو ذبح کئے بغیر از خود مرجائے [۳] یا اُسے ذبح کیا جائے لیکن وہ ذبح شرعی طریقہ کے مطابق نہ ہو۔ اِس میں اتنی قید اور ہے کہ ذبح ہونے کی اِس میں شرعاً قابلیت بھی ہو۔ اَب اِس کے مطابق مچھلی اور ٹڈی میتۃ سے نکل جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اُحِلَّ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ اَلسَّمَکُ وَالْجَرَادُ وَالْکَبِدُ وَالطِّحَالُ** [۴] ''ہمارے لئے دو مُردار اور دو خون حلال کر دیئے گئے۔ مُردار تو مچھلی اور ٹڈی اور خون کلیجی اور تلی''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ اَلْحُوْتُ وَالْجَرَادُ** [۵] ''ہمارے لئے دو مُردے مچھلی اور ٹڈی حلال قرار دیئے گئے ہیں''۔

اُحِلَّ = حلال سے بنا ہے۔ جس کے لفظی معنی پہلی یا دوسری تاریخ کا چاند ہے۔ اِس کا مصدر ہے، ھلال یعنی چاند دیکھنا۔ چونکہ اُس وقت شور بلند ہوتا ہے کہ چاند وہ ہے۔ اِس لئے اِس پکارنے کو ھلال کہہ دیتے ہیں۔ بچے کی چیخ کو بھی اسی لئے استھلال اور اِحرام کو بھی ھلال کہا جاتا ہے۔

---

[۳] اُس کے مرنے کی مختلف صورتیں قرآنِ مجید میں بیان کی گئی ہیں...... **وَالْمُنْخَنِقَۃُ وَالْمَوْقُوْذَۃُ وَ الْمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیْحَۃُ وَمَآ اَکَلَ السَّبُعُ** ...... (المائدۃ:۳) ''اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا''۔ [۴] مظہری جلد ا ص ۱۶۸۔ [۵] ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۱۸۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَلطِّفْلُ لَا یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ حَتّٰی یَسْتَھِلَّ** ؂۶ ''طفل (بچے) پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور نہ وہ کسی کا وارث بنتا ہے اور نہ کوئی اُس کا وارث بنتا ہے جب تک کہ چیخ نہ مارے''۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے نومولود بچے کی آواز کو **(اِسْتَھَلَّ الصَّبِیُّ)** فرمایا ہے۔ اہلِ لغت نے ہلال' اُھِلَّ کی لغت میں شامل کرلیا۔

ابنِ ماجہ میں ہے **اِذَا اسْتَھَلَّ الصَّبِیُّ صُلِّیَ عَلَیْہِ وَوُرِثَ** ؂۷ یعنی ''جب بچہ آواز نکالے (روۓ) تو اُس پر نماز جنازہ پڑھی جاۓ اور وہ وارث بھی ہوگا''۔ یہاں بچے کی آواز نکالنے کو ''استھل'' کہا گیا ہے۔

مگر عرف میں ذبح کرتے وقت کی آواز کو ھلال بولا جاتا ہے۔ وہ ہی معنی یہاں مراد ہیں۔

تفسیر ابنِ عباس میں ہے۔ **وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ** سے مراد **مَا ذُبِحَ لِغَیْرِ اسْمِ اللّٰہِ عَمْدًا لِلْاَصْنَامِ** ؂۸ ''جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام کے سوا (غیر کا نام لے کر) عمداً بتوں کیلئے ذبح کیا جاۓ''۔

تفسیر روح البیان میں بھی ہے۔ **اَیْ وَحَرَّمَ مَا رُفِعَ بِہِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِہٖ لِلصَّنَمِ وَاَصْلُ الْاِھْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَکَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْا لِاٰلِھَتِھِمْ یَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَھُمْ بِذِکْرِھَا وَیَقُوْلُوْنَ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَجَرٰی ذٰلِکَ مِنْ اَمْرِھِمْ حَتّٰی قِیْلَ لِکُلِّ ذَابِحٍ وَّاِنْ لَّمْ یَجْھَرْ بِالتَّسْمِیَةِ مُھِلٌّ** ؂۹ ''اور حرام کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ جلّ

؂۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۹۱' مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵۱' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۲۔ ؂۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۵۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۰۵۰' مرقاۃ جلد ۶ ص ۳۱۲' دارمی جلد ۲ ص ۴۸۵ حدیث نمبر ۳۱۲۶۔ ؂۸ تفسیر ابن عباس ص ۱۸' دیگر تفاسیر وتراجم الصاوی علی الجلالین جلد ۱ ص ۷۱' مدارک جلد ۱ ص ۷۰۔۶۹' بیضاوی ص ۳۰' تفسیر حسینی جلد ۱ ص ۲۸' شیخ سعدی' شاہ ولی اللہ' امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ ؂۹ تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۷۷۔

جلالۂ) نے وہ جو پکارا ہے غیر اللہ کے لئے یعنی حرام کیا گیا ہے جو کہ بتوں کے لئے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا ہے۔ اہلال کے اصلی معنی رفع الصوت (یعنی آواز بلند کرنا) ہے اور بتوں کے پجاریوں کی عادت تھی کہ جب بتوں کیلئے جانور ذبح کرتے تو اُن کے نام لے کر آواز کو بلند کرتے اور کہتے "باسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی" پھر اس طرح کہ اُن کی عادت بن گئی کہ ہر ذبح کو **مُهِلٌّ** کہا جاتا اگر چہ وہ ذبح کے وقت بسم اللہ جہر سے نہ بھی کہا جائے"۔

اگر یہ کہا جائے کہ جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے پھر حلال چیز کون سی رہے گی؟ اور یہ ایسی غیر منطقی بات ہے کہ جس کا کوئی سر پاؤں نہیں۔

لِاَ نَّ الْعَرَبَ كَانُوْا سَمَّعُوْنَ الْاَوْثَانِ عِنْدَ الذَّبْحِ [10]

(جبکہ) "عرب ذبح کے وقت اپنے بتوں کا نام پکارتے"۔

اَیْ وَحَرُمَ "مَا" رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَالذَّبْحِ لِلصَّنَمِ وَاُهِلَّ اَلْهِلُّ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْالِاٰلِهَتِهِمْ يَرْفَعُوْنَ يَذْكُرُهَا وَ يَقُوْلُوْنَ بَاسْمِ الَّاتِ وَالْعُزّٰى [11]

یعنی "وہ جانور حرام ہے جس پر ذبح کے وقت بت کے نام کی آواز بلند کی جائے اور اُھل، اہلال بلند ہوتا اور وہ (یعنی کافر) جس وقت اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرتے تھے تو اُن کے ذکر کے ساتھ آواز بلند کرتے تھے اور کہتے تھے لات وعزیٰ کے نام سے"۔

اَیْ رَفْعُ الصَّوْتِ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بَاسْمِ الَّاتِ وَ الْعُزّٰى عِنْدَ ذَبْحِهٖ [12]

"غیر اللہ کے لیے آواز کا بلند کرنا اور وہ قول اُن کا ساتھ نام لات وعزیٰ کے وقت اُس کے ذبح کے"۔

اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ [13]

---

[10] تفسیر کبیر جلد ۱ص ۳۸۱۔ [11] روح البیان جلد ۱ص ۲۷۷۔ [12] تفسیر نسفی مدارک جلد ۱ص ۲۶۹۔
[13] تفسیر ابو سعود جلد ۲ص ۱۲۱۔

"(جانور کے) ذبح کے وقت بت کے لیے آواز بلند کی جائے"۔

اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہٖ وَالْاِھْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَکَانُوْا یَرْفَعُوْنَہٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِھَتِھِمْ [۱۴]

"یعنی غیر اللہ کے نام پر ذبح اور اھلال رفع الصوت کو کہتے ہیں اور وہ ذبح کے وقت اپنے معبودوں کے لیے آواز بلند کرتے تھے"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو شاہ رفیع الدین' شاہ عبدالقادر اور شاہ عبدالعزیز صاحبان کے والد گرامی ہیں اور اشرف علی تھانوی صاحب کے روحانی پیشوا ہیں اور غیر مقلدین اور دیوبند مکتب فکر کے لوگ جنہیں اپنا اِمام مانتے ہیں۔ جنہیں شیخ التفسیر اور امام المحدثین مانا جاتا ہے۔ وہ محولہ بالا آیتِ پاک کا ترجمہ کرتے ہیں:-

"وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا"

"اور جس جانور پر ذبح کرتے وقت خدا کے سوا کسی اور کا نام بلند کیا جائے وہ حرام ہے"۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ جنہوں نے سب سے پہلے فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اُنہوں نے محولہ بالا آیتِ مبارکہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:-

"وآنچہ آواز برداشتہ شود در وقت ذبح برائے غیر خدا"

"اور وہ جانور جس پر ذبح کرتے وقت اللہ (عزوجل)
کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے"۔

وحید الزماں جو غیر مقلدین کے پیشوا اور اِمام ہیں۔ اُنہوں نے ترجمہ کیا ہے۔

"اور وہ جانور جس پر کاٹتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام ہے"۔

اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

"اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے"۔

---

[۱۴] تفسیر جلالین جلد اص ۱۳۸۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر ابن عباس میں: البقرۃ: ۱۷۳، المائدۃ:۳، الانعام:۱۴۵، النحل:۱۱۵ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

مَاذُبِحَ بِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ عَمَدًا لِلْاَصْنَامِ

''اللہ (عزوجل) کے نام کے سوا عمداً بتوں کے لیے ذبح کرنا''۔(ص:۲۲)

وَمَا ذُبِحَ بَغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ مُتَعَمِّدًا

''اور عمداً اللہ (عزوجل) کے نام کے سوا ذبح کرنا''۔ (ص:۷۰)

ذُبِحَ بِغَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى مُتَعَمِّدًا

''دانستہ اللہ (جل جلالہ) کے نام کے سوا ذبح کرنا''۔ (ص:۹۷)

وَمَا ذُبِحَ بِغَيْرِ اللّٰهِ اِسْمٌ عَمَدًا

''اور اللہ کے نام کے سوا عمداً ذبح کرنا''۔ (ص:۱۷۵)

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جس چیز پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے تو وہ چیز حرام ہو جاتی ہے اور دلیل کے طور پر یہی آیتِ مبارکہ پیش کرتے ہیں:۔

....وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ .... (البقرۃ:۱۷۳)

اور یہ ترجمہ کرتے ہیں ''اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کسی کا وہ چیز کھانا حرام ہے''۔(شاہ عبدالقادر)

اِسی طرح مودودی صاحب نے ''تفہیم القرآن'' میں ترجمہ کیا ہے۔

''اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو''۔

اشرف علی تھانوی صاحب نے ترجمہ کیا ہے

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تم پر حرام کیا ہے۔۔۔ اور ایسے جانور کو جو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو''

ثناءاللہ امرتسری صاحب نے ترجمہ کیا ہے۔

''اور جو اللہ کے سوا غیر کے نام سے پکاری ہو بے شک تم پر حرام ہے''۔

محمود الحسن دیو بندی صاحب نے یہ ترجمہ کیا ہے

"(اُس نے تم پر یہی حرام کیا ہے) اور جس جانور پر نام پکارا اللہ کے سوا کسی اور کا"۔

چند اور تراجم ملاحظہ فرمائیں:

شاہ رفیع الدین صاحب ترجمہ کرتے ہیں:-

اور جو کچھ پکارا جائے اُوپر اُس کے سوائے خدا کے (البقرۃ:۱۷۳)

اور وہ چیز کہ بلند آواز کی جائے واسطے غیر خدا کے۔ (المائدۃ:۳)

شاہ عبد القادر صاحب ترجمہ کرتے ہیں:-

اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا (البقرۃ:۱۷۳)

اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا (المائدۃ:۳)۔

فتح محمد جالندھری، حافظ محمد لکھوی، ڈپٹی نذیر احمد، احمد علی لاہوری، محمود الحسن عبد الماجد دریابادی اور عبد اللہ یوسف علی صاحبان وغیرہ نے بھی محولہ بالا تراجم کی طرح ترجمہ کیا ہے۔

جبکہ اشرف علی تھانوی، غلام احمد حریری، مفتی محمد شفیع اور احمد سعید صاحبان نے ترجمہ کیا ہے کہ

"جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو جانور غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو"۔

حالانکہ **وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ** میں "نامزدگی" کے معنوں والا کوئی لفظ نہیں۔

من گھڑت اور غلط تراجم نے لوگوں میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے۔ اِن مذکورہ بالا حضرات کے پیروکار آنکھیں بند کر کے جس چیز کو چاہتے ہیں حرام قرار دیتے ہیں۔ لیکن لطف کی بات ہے کہ یہ لوگ ایک طرف گیارہویں شریف، نذرونیاز اور ختم شریف کو حرام قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف وہیں بیٹھ کر خوب سیر ہو کر ڈٹ کر کھاتے ہیں۔

چیزوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ جلَّ مجدہٗ الکریم کے سوا دوسروں کا نام لینا قرآنِ مجید کی کئی آیاتِ کریمہ سے ثابت ہے۔

۱۔ **يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ**

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ص ... (البقرہ:۲۲)

"اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ اُمید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیز گاری ملے اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا"۔

۲۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ط ... (البقرۃ:۲۹)

"وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے"۔

۳۔ وَعَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ ط ... (البقرۃ:۱۸۴)

"اور جنہیں اِس کی طاقت نہ ہو (یعنی روزہ رکھنے کی) وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا"۔

۴۔ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ... (البقرۃ:۱۸۸)

"اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ"۔

۵۔ یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ۝ (البقرۃ:۲۱۵)

"آپ ﷺ سے سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں؟ فرمادیجئے جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ کے لئے اور قریب کے رشتہ داروں کے لئے اور یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیروں کے لئے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل سلطانہٗ) اُسے جانتا ہے"۔

۶۔ ...وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط ... (البقرۃ:۲۳۳)

"اور جس کا بچہ ہے اُس پر عورتوں کا کھانا اور عورتوں کے کپڑے ہیں حسب

ضرورت''۔

۷۔ ...فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِکَ..... (البقرۃ:۲۵۹)

''اپنے کھانے اور اپنے پانی کو دیکھ کہ اب تک بُو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں)''۔

۸۔ ...قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ هٰذَا ؕ... (آل عمران:۳۷)

''فرمایا: اے مریم! یہ تیرے لئے کہاں سے آیا؟''۔

۹۔ ...وَاَکْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ... (النسآء:۱۶۱)

''اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے''۔

۱۰۔ اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ۠ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۠... (المائدۃ:۵)

''آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئی اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے''۔

۱۱۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ (التوبۃ:۶۰)

''زکوٰۃ (صدقات) فقراء (محتاجوں) کے لئے اور نرے نادار اور جو انہیں تحصیل کر کے (اکٹھا کر کے) لائیں اور جن کے دِلوں کو اِسلام سے الفت دی جائے اور قیدیوں کے لئے اور قرض داروں کے لئے۔ اور جو اللہ (عزوجل) کی راہ میں (یعنی جہاد میں) ہیں اور مسافروں کے لئے اور یہ اللہ (جل جلالہ) کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) علم و حکمت والا ہے''۔

۱۲۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَکِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ

... (التوبۃ:۱۰۳)

''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) اُن کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل فرمائیں جس سے آپ (ﷺ) اُنہیں ستھرا اور پاکیزہ فرمائیں اور اُن کے حق میں دُعائے خیر فرمائیں''۔

۱۳۔ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ o (النحل:۵)

اور چوپائے پیدا کیے اُن میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں اور اُن میں سے کھاتے ہو''۔

۱۴۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ o يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ o (النحل:۱۱۔۱۰)

''وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اُتارا۔ اِس سے تمہارے لئے پینا ہے، اور اِس سے درخت ہیں جس سے چراتے ہو اور پانی سے تمہارے لئے کھیتی اُگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل۔ بے شک اِس میں نشانی ہے غور و فکر کرنے والوں کے لئے''۔

۱۵۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ o (النحل:۸۱)

''اور اللہ (عزوجل) نے تمہارے لئے بنائے' اپنی بنائی ہوئی چیزوں سے سائے دیئے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کے لئے جگہ بنائی اور تمہارے لئے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں

تمہاری حفاظت کریں۔ یونہی اپنی نعمت تم پر پوری فرماتا ہے کہ تم فرمان مانو"۔

۱۶۔ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ○ (الکہف:۶۱)

"پھر جب وہ دونوں اُن (دو) دریاؤں کے ملنے کی جگہ پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے اور اُس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی"۔

۱۷۔ اَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ۔۔۔۔ (الکہف:۷۹)

"وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کے لئے تھی کہ دریا میں کام کرتے تھے"۔

۱۸۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا .... (الکھف:۸۲)

"اور رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیموں کے لئے تھی اور اُس کے نیچے اُن کے لئے خزانہ تھا اور اُن کا باپ نیک آدمی تھا"۔

۱۹۔ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ○ (الکہف:۹۴)

"اُنہوں نے کہا' اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج وماجوج زمین میں فساد مچاتے ہیں کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال مقرر کریں اِس پر کہ آپ ہم میں اور اُن میں ایک دیوار بنائیں"۔

۲۰۔ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۔۔۔۔ (طٰہٰ:۱۲)

"بے شک میں تیرا پالنے والا ہوں تو تو اپنے جوتے اُتار ڈال"۔

۲۱۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ○ قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ○

(طٰہٰ:١٨۔١٧)

''اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ اے موسیٰ (علیہ السلام)۔ عرض کیا یہ میرا عصا ہے۔ میں اِس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اِس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اِس میں اور کام (بھی) ہیں''۔

٢٢۔ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۙ (الانبیاء:٧٨)

''اور (حضرت) داوٗد (علیہ السلام) اور (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اُس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں اور ہم اُن کے حکم کے وقت حاضر تھے''۔

٢٣۔ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ○ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۙ (المؤمنون:٢١،٢٠،١٩)

''تو اِس سے ہم نے تمہارے لئے باغ پیدا کئے کھجوروں اور انگوروں کے تمہارے لئے اِن میں بہت سے میوے ہیں اور اِن میں سے کھاتے ہو اور وہ پیڑ پیدا کیا کہ طورِ سیناء سے نکلتا ہے تیل لے کر اُگتا ہے اور کھانے والوں کے لئے سالن اور بے شک تمہارے لئے چوپاؤں میں سمجھنے کا مقام ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اُس میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے اور تمہارے لئے اِن میں بہت فائدے ہیں اور اُن سے تم کھاتے ہو''۔

٢٤۔ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (القصص:٧٣)

''اور اُس نے اپنی مہر سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تا کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اُس کا فضل ڈھونڈو اور اِس لئے کہ تم حق مانو''۔

۲۵۔ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ط ــــــ (الاحزاب:۲۷)

''اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے اُن کی زمین اور اُن کے مکان اور اُن کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے''۔

۲۶۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ط ــــــ (صٓ:۲۴)

''فرمایا بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دُنبی اپنی دُنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے''۔

۲۷۔ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ ط وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ج وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ ج (الحشر:۸-۷)

''جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) نے غنیمت دلائی اپنے رسولوں (علیہم السلام) کو شہروں والوں سے وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے اور جو کچھ تمہیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو۔

بے شک اللہ (جل جلالہ) کا عذاب سخت ہے۔ اُن ہجرت کرنے والے فقیروں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اور اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ (جل شانہ) اور رسول (اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرتے وہی سچے ہیں''۔

۲۸۔ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۙ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۙ

(المعارج: ۲۵۔۲۴)

''اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے۔ اُس کے لئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے''۔

اُوپر اٹھائیس آیات مبارکہ پیش کی گئی ہیں جن میں (غیرِ خدا) کی طرف چیزوں کی نسبت کی گئی ہے۔ یعنی فرمایا گیا ہے کہ یہ چیزیں غیر خدا کے لئے ہیں اور غیر خدا کے لئے مشہور کر دی گئی ہیں۔ جو حضرت یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ ''اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے''۔ اُن کے ترجمہ کے مطابق ہر چیز حرام ہے۔ قرآنِ مجید میں تو بیان ہے کہ سب کچھ تمہارے لئے ہے: یعنی کیا کیا؟

(۱) زمین فرش۔ (۲) آسمان چھت۔ (۳) طعام۔ (۴) رزق۔ (۵) تمہارے ماں باپ' رشتہ دار' یتیم' مسکین اور مسافر کے لئے۔ (۶) کپڑے۔ (۷) کھانا' زیتون۔ (۸) پانی۔ (۹) دراز گوش' انگور وغیرہ (۱۰) سائے۔ (۱۱) صدقہ' مال' زکوٰۃ فقیروں' مسکینوں' عاملین' اِسلام کی اُلفت رکھنے والے اور مسافروں کے لئے۔ (۱۲) جانوروں سے گرم لباس اور منفعتیں' پہاڑ۔ (۱۳) گرمی سے بچانے والے پہناوے۔ (۱۴) پانی۔ (۱۵) کھیتی۔ (۱۶) مچھلی۔ (۱۷) کشتی۔ (۱۸) دیوار' خزانہ۔ (۱۹) مال' سالن اور جوتے۔ (۲۱) عصاء۔ (۲۲) کھجور۔ (۲۳) باغ۔ (۲۴) رات۔ (۲۵) دن۔ (۲۶) حق۔ (۲۷) غنیمت۔ (۲۸) میری بکریاں۔ (۲۹) قوم کی بکریاں۔ (۳۰) کھیتی۔ (۳۱) زمین۔

(۳۲) مکان۔ (۳۳) دنبیاں۔ (۳۴) اہل کتاب کا کھانا وغیرہ۔ یہ تمہارے لئے ہیں (یعنی غیر خدا کے لئے ہیں)

محولہ بالا قرآنی آیاتِ مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ چیزیں جاندار ہوں یا غیر جاندار کی نسبت مخلوق کی طرف جائز ہے۔ یہاں تک کہ کھانے پینے کی چیزوں پر بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے سوا مخلوق کا نام لے سکتے ہیں۔ جیسے مسکین کا کھانا (طَعَامُ مِسْكِيْن) حضرت عزیر علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا کھانا اور پانی (طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ) حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکریاں (غَنَمِیْ) قوم کی بکریاں (غَنَمُ الْقَوْمِ) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی مچھلی (حُوْتَهُمَا) اہل کتاب کا کھانا (طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ)

اور آخر میں رب ذوالجلال والاکرام کے باپایاں انعامات میں سے اس عظیم انعام کو ملاحظہ فرمائیں۔

ارشاد ربِ ذوالجلال والاکرام ہے: وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ..... (البقرة ۲۵)

”اور اُنہیں خوش خبری سنائیں اور (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُنہیں خوش خبری سنائیں کہ اُن کے لئے جنتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔۔۔۔“

غور فرمائیں رب کائنات جل سلطانہ نے تو جنتیں مومنوں کے نام لگا دیں رب اُن لوگوں کا کیا بنے گا جو کہتے ہیں جن چیز پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کس کا نام رکھ دیا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے۔ جب ایسے لوگوں خود ساختہ نظریہ کے مطابق جنت حرام ہے تو پھر یہ حضرات کہاں جائیں گے۔ اب ایک ہی ٹھکانہ ہے' اِن کی خوشی ہے۔ ہم ایمان والوں کو کسی صاحب کی پسند پر اعتراض نہیں ہے۔ بہر حال ہم ایمان

والوں کے لئے نامزد کردی گئی ہے۔

اَحادیثِ مقدسہ میں بھی چیزوں پر غیرِ خدا کا نام مشہور ہے:

ا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا:۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا قَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ [۱۵]

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ اَفضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لیے ہے؟''

اِس حدیثِ پاک کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اِس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ ''**فَتِلْکَ سِقَایَۃُ اٰلِ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ**'' (مدینہ شریف میں ''سقایہ آلِ سعد'' کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی ''سقایہ آلِ سعد'' کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اِس حدیثِ پاک کا استنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے'' (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبہ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیثِ پاک درج ہے جس میں سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا: **سَقْیُ الْمَاءِ** ''پانی پلانا'' ''**فَتِلْکَ سَقَایَۃُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ**'' ''تو یہ مدینہ شریف میں (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے''۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۴ میں وحید

---

[۱۵] نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۴۳، ابن ماجہ ص ۱۹۹، مشکوٰۃ ص ۱۶۹، تیسیر الباری (غیر مقلد) جلد ۴ ص ۲۲، غیر مقلدین کا ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' جلد ۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳، ۱۲۲، ۱۱، اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

الزماں نے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اَب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دُودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا' اِن سب کا ماخذ یہ حدیثِ مبارکہ ہے۔ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا جائز ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میت کا نام (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی بندے کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اِس کنوئیں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا''۔ (اور مشہور ہوگیا اُمّ سعد کا کنواں) ١٦

نوٹ: مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈریں اور اپنی اصلاح کریں۔

۲۔ حضرت سعید بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کرجاؤ۔ اُنہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیت کرجاؤں؟ سب مال (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا اِنتقال ہوگیا۔ جب (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اِس کا تذکرہ کیا گیا۔ اُنہوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں عرض کیا:-

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا اِنْ اَتَصَدَّقُ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ كَذَاوَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطِ سَمَّاهُ ١٧

''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ

---

١٦ مرآۃ جلد۳ص ۱۰۵۔ ١٧ نسائی جلد۲ص ۱۳۲۔

کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے"۔

۳۔ ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اُس میں اِس طرح ہے کہ:-

اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّہٗ تُوُفِّیَتْ اَفَیَنْفَعُھَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مَخْرَفًا فَاُشْھِدُکَ اِنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِہٖ عَنْھَا [۱۸]

"کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں اگر اُن کے لئے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اِس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اُس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں"۔

۴۔ بخاری شریف میں اِسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اِس طرح ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا:

اِنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَۃٌ عَلَیْھَا [۱۹]

"کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے"۔

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اَعمال پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو گواہ بنالیتے اور اپنے اَعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔

یہ بات پیشِ نظر رہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی غلط معاملہ

---

[۱۸] نسائی جلد۲ ص۱۳۳، ابوداؤد جلد۲ ص۴۲۔ [۱۹] بخاری جلد۱ ص۳۸۷، تیسیر الباری جلد۴ ص۲۲، فتح الباری جلد۵ ص۴۹۶، عمدۃ القاری جلد۷ جز۱۴ ص۵۶، تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص۱۷، تفہیم البخاری جلد۴ ص۳۱۸۔

میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس معاملہ میں گواہ بنالو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں اَیسے عطیہ میں گواہ نہیں بنوں گا“۔ [20]

اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد اص ۳۸۶ پر **بَابٌ اِذَا قَالَ اَرْضِیْ اَوْبُسْتَانِیْ صَدَقَۃٌ لِلّٰہِ عَنْ اُمِّیْ فَھُوَ جَائِزٌ وَاِنْ لَمْ یُبَیِّنْ لِمَنْ ذَالِکَ** [21] (باب: اگرکوئی یوں کہے میری زمین یاباغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے) کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۴ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِیْہِ اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَۃِ عَنِ الْمَیِّتِ یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ وَیَنْفَعُہٗ [22] ”اِس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے“۔

۵۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اِنَّ اُمِّیْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَاُرَاھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَ تَصَدَّقُ عَنْھَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْھَا [23]

---

[20] ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۴۴ (کتاب البیوع)۔ [21] بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔ [22] ایضاً۔ [23] بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔

"میری ماں اَچانک فوت ہوگئی ہے' میرا خیال ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے صدقہ کرو"۔

مذکورہ بالا حدیثِ پاک امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً اَنْ يَتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءُ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ" ۲۴ (کوئی اَچانک فوت ہوجائے تو مستحب یہ ہے کہ اُس کی طرف سے صدقہ کریں اور میّت کی طرف سے نذر پوری کریں کے باب) میں لکھی ہے۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْلَهٗ ۲۵

"جب اِنسان فوت ہوجاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین اَعمال کا تعلق (اُس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) اَیسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ (۳) یا اَولادِ صالح جو اُس کے لیے دُعائے خیر کرتی ہے"۔

منظور احمد نعمانی دیوبندی نے یہاں لکھا ہے "یہ تین سلسلے یا اِن میں ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو اُن سے اُس کو برابر ثواب پہنچتا رہے گا"۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

"مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا۔ اُس کے بعد سکھانے والا مر گیا۔ پھر

---

۲۴ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶' فتح الباری جلد ۵ ص ۳۸۴' عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۵۔ ۲۵ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۷۸' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۳۷' مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲' ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۴' مشکوٰۃ ص ۳۲' ابن کثیر جلد ۷ ص ۴۳۰' مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸' الاعتصام ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۲۰۲/۱۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۴۔۱۱۳ کتوبر ۱۹۸۰۔ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱۔

اُس کے اُس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا اور علیٰ ہذا القیاس اُس کے بعد یہ سلسلہ اِسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اُس معلم اوّل کو بھی اُس کے ثواب کا حصّہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اِس تعلیم و تعلم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اُس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اُس سلسلۂ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا۔ اِس لیے اِس سلسلہ کا ثواب اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی حال صدقہ جاریہ کا بھی ہے"۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

حوضِ کوثر نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا ہے:

حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے رمضان المبارک کے اِستقبال میں اپنے عظیم الشان خطبہ مبارکہ میں فرمایا:

وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَضْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ. ۲۶ "جو کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلائے (یعنی خوب سیر کرے) اللہ (تبارک و تعالیٰ مجدہٗ الکریم) اُس کو میرے **حوضِ کوثر** سے اَیسا سیراب کرے گا کہ اُس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

رسولِ کریم ﷺ نے **حوضِ کوثر کو اپنا حوض فرمایا**۔ صاحبِ شریعت' صاحبِ قرآن' محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حوضِ کوثر کو اپنے لئے مشہور فرمایا۔

وہ لوگ عقل و فہم سے کام لیں' خوفِ خدا کریں' فرقہ پرستی سے بچیں جو غیر خدا کے نام لگی ہوئی چیزوں کو حرام کہتے ہیں۔

حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے نام کا جانور ذبح کرنا:

سرورِ کائنات اِمام الانبیاء ﷺ کے وصالِ مقدسہ کے بعد مولائے

---

۲۶ الجامع لشعب الایمان للبیھقی جلد ۷ ص ۲۱۶' مشکوٰۃ ص ۱۷۳ حدیث نمبر ۱۹۶۵' مظہری جلد ۱ ص ۱۹۹' مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۹۵' درمنثور جلد ۱ ص ۴۴۶' الترغیب والترھیب جلد ۲ ص ' صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۱۹۱' کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۲۷۶۔

کائنات امام الاولیاء امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے قربانی دیتے تھے:-

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ الْمُحَارِبِیِّ الْکُوْفِیِّ حد ثنا شَرِیْکٌ عَنْ اَبِی الْحَسناءِ عَنِ الْحَکَمِ عَنْ حَنَش عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهُ کَانَ یُضَحِّی بِکَبْشَیْنِ اَحَدُ هُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَالْاٰ خَرُ عَنْ نَفْسِہٖ فَقِیْلَ لَهُ فَقَالَ اَمَرَنِیْ بِہٖ یَعْنِی النَّبِیَّ ﷺ فَلَا اَدَعُهُ اَبَدًا۔ ۲۷

''محمد بن عبید محاربی کوفی سے روایت ہے' وہ شریک سے، وہ ابی حسناء سے وہ حکم سے اور وہ حضرت حنش سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا کرتے۔ایک دُنبہ پہلے حضور ﷺ کی طرف سے ذبح فرماتے اُسکے بعد دوسرا اپنی طرف سے ذبح فرماتے۔آپ سے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جواباً ارشاد فرمایا کہ مجھے اِس کا حکم رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے' اِس لیے میں اِسے کسی حال میں نہیں چھوڑ سکتا''۔

مسئلہ: سرکارِ کائنات ﷺ کے نام کی قربانی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی سُنّت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحبِ استطاعت عشاقِ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقان رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ گائے یا اُونٹ ذبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت اِمام حسین، حضرت داتا گنج بخش، حضرت غوثِ اعظم یا اپنے شیخ رضی اللہ عنہم کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔

سرکارِ کائنات ﷺ کے لئے نامزد بکری:

قَالَ اَخْبَرَ نَا اَبُوْحَنِیْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ اَبِی رَبَاحٍ عَنْ

۲۷ ترمذی ابواب الاضاحی جلد ا ص ۲۷۵' ابوداؤد شریف جلد ۲ ص ۲۹' مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ رَوَاحَۃَ "اَنَّہٗ سَمّٰی شَاۃً مِنْ غَنَمِہٖ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ" ﷺ وَاَوْصٰی بِہٖ جَارِیَۃً لَّہٗ کَانَتْ فِی الْغَنَمِ فَکَانَ یَتَعَاھَدُ ھَا وَیَنْظُرُ اِلَیْھَا کُلَّمَا اَتَی الْغَنَمَ حَتّٰی سَمِنَتْ وَصَلُحَتْ ؎۲۸

''کہا خبر دی حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا' روایت بیان کی حضرت عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہ اُنہوں نے اپنی بکریوں سے ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے لئے نامزد کر رکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اِس بکری کی نگہبانی کرے، چنانچہ وہ اُس کی نگہبانی کرتی تھی اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اُس بکری کی طرف دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خوب موٹی اور فربہ ہوگئی''۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے بکری ذبح کرنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بہت یاد فرماتے:۔

وَاِنْ کَانَ لَیَذْبَحُ الشَّاۃَ فَیَتَتَبَّعُ بِھَا صَدَائِقَ خَدِیْجَۃَ فَیُھْدِیْھَا لَھُنَّ ؎۲۹

''جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی بکری کو ذبح فرماتے تھے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سہیلیوں اور ملنے والیوں کو تلاش کر کے اُس بکری کا گوشت بھجوایا کرتے تھے''۔

ترمذی شریف کی اِس روایت کا مطلب ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُمّ المؤمنین سیّدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی یاد منایا کرتے تھے اور اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح کی خوشنودی کیلئے اُن کی سہیلیوں کو

؎۲۸ کتاب الآثار باب الایمان ص ۱۷۱، مؤلفہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ سیّدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ۔ ؎۲۹ ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۷۔

تلاش کر کے گوشت عطا فرمایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جانور ذبح کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ، حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے۔ پہلے تو اُس صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں کھجوروں کے خوشے پیش کئے،

وَاَخَذَ الْمُدْیَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِیَّاکَ وَالْحُلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَکَلُوْا مِنَ الشَّاةِ ۳۰

''اور چھری لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دُودھ والی سے الگ رہنا پھر اُنہوں نے اُن (عظیم الشان) حضرات (عالی مرتبت) کے لئے بکری ذبح کی''۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضورِ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں عرض کرتے ہیں:-

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْبَبْتُ اَنْ تَأْکُلَ مِنْ رَطْبِهٖ وَبُسْرِهٖ وَتَمْرِهٖ وَلَاَذْبَحَنَّ لَکَ مَعَ هٰذَا فَقَالَ اِنْ ذَبَحْتَ فَلَا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ فَاَخَذَ عَنَاقًا لَهٗ اَجْدِیًا فَذَبَحَهٗ ۳۱

''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں محبت کرتا ہوں کہ آپ ﷺ رطب اور بسر اور تمر سے کھائیں اور میں آپ ﷺ کیلئے بکری ذبح کروں گا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ذبح کرے تو دُودھ والی سے بچنا اُس نے بکری کا نر یا مادہ بچہ پکڑا پس اُس نے ذبح کیا''۔

۳۰؎ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۱۸، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۷، قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۱۹، تفسیر طبری جلد ۱۲ ص ۶۸۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۸۰، ۳۱۸۱، کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۶۱۸، ۱۵۹۰۵ ۳۱؎ المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۶۸، ابن حبان حدیث نمبر ۲۵۳۶۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال اور نفع:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا نَفعَنِیْ مَالُ اَحدٍ قَطُّ مَا نَفعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکرٍ قَالَ فَبَکٰی اَبُوْبَکرٍ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ۳۲

"مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع دیا۔ سو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رونے لگے اور عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اور میرا مال، سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا تو ہے"۔

چنانچہ ازالۃ الخفاء میں مذکور ہے کہ ابتداء اسلام اور غربتِ مسلمین میں رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے چالیس ہزار درہم خرچ کیے۔ حضرت ہشام بن عروہ علیہ الرحمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے جب اسلام قبول کیا اُس وقت اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب اللہ عزوجل اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں خرچ کر دیے۔ ۳۳

مالِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا فائدہ:

"حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادِ مبارک فرمایا، ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اُس کا بدلہ اَدا کر دیا سوائے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے۔ ہم پر اُن کا احسان ہے کہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) اُنہیں اُس کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا"۔ ۳۴

---

۳۲ ابن ماجہ ص ۱۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۳، مشکل الآثار جلد ۲ ص ۲۳۰، کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۴۹ حدیث نمبر ۳۲۵۷۶، جلد ۱۱ ص ۵۵۵ حدیث نمبر ۳۲۶۰۸، جلد ۱۲ ص ۵۰۵ حدیث نمبر ۳۵۶۴۸، تاریخ ابنِ عساکر جلد ۵ ص ۱۶۷، معانی الآثار جلد ۷ ص ۱۵۸، تاریخ بغداد جلد ۱۲ ص ۱۳۵، جلد ۸ ص ۲۱، جلد ۱۰ ص ۳۶۴۔ ۳۳ تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۳۸، جلد ۳ ص ۳۴ (مترجم) مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص ۳۴۶۔ ۳۴ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، کنز العمال حدیث ۳۲۵۶۵۔

محولہ بالا آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا مخلوق (غیر خدا) پرکئی چیزوں کی نامزدگی کا ذکر ہے۔ مثلاً سب کچھ ''تمہارے لئے''، ''مسکین کا کھانا''، ''اہل کتاب کا کھانا''، ''تمہارا کھانا''، ''تمہارا پانی''، ''اُن کے مال''، ''میری بکریاں''، ''قوم کی بکریاں''، ''رسولِ کریم ﷺ کی بکری''، ''حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا مال''۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں جو چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام لگ جائے یا مشہور کی جائے وہ حرام ہو جاتی ہے، معلوم ہوتا ہے وہ لوگ قرآن مجید کا توجہ سے مطالعہ نہیں کرتے بلکہ ''من گھڑت نظریات'' کے پیروکار ہیں اور غلط لکیر کے فقیر ہیں۔ دینِ اسلام میں وہ چیزیں قطعاً حرام نہیں جو آپ کے اور میرے بزرگوں کے نام لگ جاتی ہیں یا مشہور ہو جاتی ہیں۔ جیسے امیر المومنین حضرت سیّدنا علی ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کنوئیں، امیر المومنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کنواں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا کنواں وغیرہ۔

جو لوگ قرآنِ مجید کی زیرِ بحث آیتِ مبارکہ کو مختلف چیزوں کو اور اپنے روزمرہ کے کھانوں کو حرام قرار دینے کے لئے پڑھتے ہیں اور ترجمہ کرتے ہیں کہ ''جس چیز پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے'' وہ حرام ہے جیسے غوث پاک کی گیارہویں، داتا صاحب کی دیگ وغیرہ۔ اُن سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اے لوگو! تم نے غلط ترجمہ کر کے کیا کمایا اور کھایا ہے جب کہ تمہارے ترجمہ کے مطابق ''جس چیز پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے'' تو پھر تمہارا کھانا، تمہارا ناشتہ، تمہاری گائے، تمہارا بکرا، تمہارا اُونٹ، تمہاری روٹی، مہمانوں کا کھانا، براتیوں کی روٹی، دولہا اور دلہن کا کھانا، اِن پر بھی تو غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے، یہ چیزیں حرام ہیں یا حلال؟ مولوی صاحب کی روٹی، مفتی صاحب کا ناشتہ، بیمار کا کھانا، قاری صاحب کی گائے، حاجی صاحب کا بکرا وغیرہ وغیرہ، اگر داتا صاحب کی دیگ یا گیارہویں شریف کی دیگ حرام ہے تو مفتی صاحب کا کھانا بھی تو حرام ہونا چاہیے۔ تو مفتی صاحب نے

کس دن حلال کھایا تھا۔ کب اُنہوں نے ''اللہ کا کھانا کھایا تھا''؟ جب مفتی صاحب نے قربانی کا بکرا خریدا تھا اور بکرا بھاگ نکلا اور مفتی صاحب اُس کو پکڑنے کے لئے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے تو مقتدیوں نے پوچھا مفتی صاحب خیر تو ہے بھاگ رہے ہو؟ تو مفتی صاحب نے کہا ہوگا بکرا بھاگ نکلا ہے، اُس کے پیچھے بھاگ رہا ہوں اور پھر لوگوں نے پوچھا ہوگا کہ کس کا بکرا ہے تو کہا ہوگا ''میرا بکرا'' تو بمطابق فتویٰ ''غیراللہ کا نام پکارنے سے وہ بکرا حرام ہوگیا'' تو جب مفتی صاحب نے اُس کو کھایا تو حرام کھایا کہ حلال کھایا؟ اگر مفتی صاحب کا بکرا حرام ہے تو پھر ٹھیک ہے مفتی صاحب حرام کھائیں، مزے لیں، اگر مفتی صاحب کا بکرا حرام نہیں تو داتا صاحب کا بکرا کیسے حرام ہوگیا؟ کیا داتا صاحب ہی غیر اللہ ہیں اور مفتی صاحب نعوذ باللہ، اللہ ہیں؟ کیا مفتی صاحب غیر اللہ نہیں ہیں؟

اپنے فتوے کے مطابق حرام کھا کھا کر نورِ ایمان ختم ہوگیا ہے اور اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا ہے۔ اَب حالت یہ ہے حرام بھی کہہ رہے ہیں اور حرام کہہ کر کھا بھی رہے ہیں۔ بقول اَیسے بے علم مفتیوں کے بزرگان دین کے مزارات پر جمع ہونے والے نذرانے اور بکرے حرام ہیں، جبکہ یہ لوگ وہیں سے تنخواہیں بھی لیتے ہیں اور ''لنگر شریف'' بھی کھا رہے ہیں۔ یہ وہ مفتی اور علماء ہیں جنہوں نے لوگوں کو غلط مسائل بتلا کر گمراہ کیا ہے۔

سوال: کیا کسی کے وصال کے بعد اُن کو نذرانہ یا تحفہ یا ثواب پہنچانے کے لئے کھانا تقسیم کر سکتے ہیں اور یہ کھانا اُنہیں پہنچتا ہے؟

جواب: جی ہاں! تقسیم کر سکتے ہیں اور عالم اَرواح میں اُن کو یہ تحفہ یا نذرانہ پہنچتا ہے۔

کبھی عالم اَرواح میں وہ چیزیں بھی پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں مگر مانے گا وہ جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قلبِ سلیم اور نورِ ایمان سے مزین فرمایا ہے۔

آیئے ملاحظہ فرمائیں:

واقعہ نمبر ۱: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ''در الثمین فی مبشرات الامین ﷺ''

میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ سے نقل فرماتے ہیں:-

اَخبَرَنِی سَیِّدِی الْوَالِدِیْ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِی اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صلہ بالنبیَّ ﷺ فَلَمْ یَفْتَحُ لِیْ سَنَةً مِنَ السِّنِیْنِ شَیءٌ اَصْنَعُ بِہٖ طَعَامًا فلم اجدُ اِلَّا حِمَّصًا مَقْلِیًّا فقسمہٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَاَیْتُہٗ ﷺ وَ بَیْنَ یَدَیْہِ ھٰذِہِ الْحِمَّصُ مُتَبَھِّجًا بَشَاشًا ۳۵ؔ

''میرے والدِ بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ میں نے میلاد النبی ﷺ کے روز (میلاد پاک کی خوشی میں) کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں کھانا پکواتا میرے پاس بھُنے ہوئے چنے تھے' وہی میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے روبرو چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ بہت ہشاش بشاش ہیں''۔

رشید احمد گنگوہی صاحب اِس واقعہ کو ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں ص ۴۳۲ پر نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''ایصالِ ثواب ہر روز درست اور موجب ثواب ہے۔ کوئی تاریخ و وقت شرع سے موقت نہیں۔ روزِ ولادت اور روزِ وفات بھی درست ہے۔ پس اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے ایصالِ ثواب میں اور عوام کو بھی اِس طرح کے ایصال میں ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ سب کے نزدیک درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۲)

نوٹ: ۱۴ اگست ۲۰۰۴ کو غیر مقلدین نے ''جماعة الدعوة'' کے زیرِ اہتمام ''تکمیل پاکستان کانفرنس'' منعقد کی ہے۔ جس کے لیے ۱۴ اگست ۲۰۰۴ کی تاریخ، ہفتہ کا دن اور ۳:۳۰ بجے کا وقت بھی مقرر کیا۔ اب تو ہر قسم کے عقیدے والے حضرات تمام کام وقت مقرر کر کے ہی کرتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ اور بزرگانِ دین کے ذکرِ خیر کے لئے وقت کے تقرر سے اُن کو آخر کیوں پریشانی ہے؟

۳۵ؔ ص ۴۰ مترجم سنی دارالاشاعۃ علویہ رضوی ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد' و فتاویٰ رشیدیہ (دیوبندی) ص ۴۳۲ چھاپا ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

واقعہ نمبر ۲:

''شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ''انفاس العارفین'' میں لکھتے ہیں'':

میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ: می فرمودند در ایام وفاتِ حضرتِ رسالت پناہ ﷺ چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعامی پختہ شود قدرے نخود بریاں وقند سیاہ نیاز کردم شبے در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت ﷺ عرضہ میدارند و دراں میان آن نخود بریاں وقند سیاہ نیز معروض داشتند بہ نہایت ابتہاج و بشاشت اقبال فرمودند و آنرا طلبیدند و چیزے از آں تناول کردند و باقی در صحاب قسمت فرمودہ اند۔

فرماتے تھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے وصال کے دن میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کی نیاز پکاتا۔ میرے پاس بھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ تھا' میں نے بھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ نیاز کے طور پر تقسیم کردیئے۔ رات کو میں نے خواب میں واقعہ دیکھا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں قسم قسم کے کھانے پیش ہیں اور سب کے درمیان بھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے اُنہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور اُن میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی دوستوں میں تقسیم فرمادیئے''۔ [۳۶]

فاتحہ شریف کے لئے کھانے کا اہتمام:

قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے اپنے اُن صاحبزادوں کے لئے فاتحہ کے واسطے کھانا تیار کرایا جو آپ کے سامنے وفات پاچکے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ توجہ کثیر کے بعد وہ کھانا مقبول ہوا اور ایسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کھانے کے خوان لا رہے ہیں اور اُن کی قبروں پر پہنچا رہے ہیں اور بہشت کے ایک چمن میں اُن کو جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ سب کھانا وہاں جمع ہوگیا تو میں نے دیکھا کہ

[۳۶] انفاس العارفین ص ۴۱ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اینڈ سنز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور وہ تمام کھانا اُن کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ اِس کے بعد دیکھا کہ اُن میں بلندی کی طرف جانے کی اِستعداد پیدا ہوگئی اور وہ عروج میں مصروف ہوگئے اور جب وہ بہت اوپر چلے گئے تو ایک بہشت ظاہر ہوئی جس میں اِنتہائی رفعت' منزلت' تازگی اور طراوت تھی پس وہ اُس بہشت میں داخل ہوگئے۔

چونکہ آپ نے ایصالِ ثواب میں تمام مومنین' مومنات اور ملائکہ عالیہ کو بھی شامل فرمالیا تھا' اِس لئے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر کو نہیں دیکھا جہاں وہ کھانا نہ پہنچا ہو اور کوئی بہشت ایسی نظر نہیں آئی جو اِس کھانے سے خالی ہو۔ اِسی طرح جب کبھی آپ مردوں کی روحانیت کے لئے ایصالِ ثواب فرماتے تھے تو اِسی طرح مکاشفات ہوتے تھے۔ ۳۷

حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کا اپنا واقعہ:

پیش ازین بچند سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می پُخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا می ساخت وبان سرور وحضرت امیر وحضرت فاطمہ وحضرات امامین راضم می کرد وعلیہم الصلوات والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آن سرور حاضرست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر برایشاں عرض سلام می کند متوجہ فقیر نمی شوند وبجانب دیگر دارند. دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام در خانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد ازیں زماں فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آن بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ رادران طعام شریک نمی ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہلِ بیت اند شریک می ساخت۔ ۳۸

"اِس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت تھی کہ اگر (ایصالِ ثواب کے لئے) کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا کی روحانیت مطہرہ کے لئے مخصوص کرتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ

۳۷ حضرات القدس ص ۱۰۹ مکاشفہ نمبر ۴۸۔ ۳۸ (مکتوب نمبر ۳۶ دفتر نمبر ۲ حصہ نمبر ۶ ص ۸۵ چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)۔

والسلام کے ساتھ (ایصالِ ثواب میں) حضرت امیر، حضرت فاطمہ اور حضرات اِمامین کریمین رضی اللہ عنہم کو ملاتا تھا۔ایک رات (یہ فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ آنسرورعلیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔فقیر آپ ﷺ کو سلام عرض کرتا ہے۔آپ ﷺ فقیر کی جانب توجہ نہیں فرماتے اور چہرہ مبارک فقیر کی جانب کی بجائے دوسری طرف رکھتے ہیں۔ اِس دوران مجھ فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا ام المومنین (حضرت سیّدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیجے۔اُس وقت معلوم ہوا کہ توجہ مبذول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ فقیر (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اِس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا۔ اِس کے بعد سے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ آپ ﷺ کی باقی اَزواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جوکہ اہل بیت ہیں، شریک کرتا''۔

درویشوں کے لئے کھانا:

قندیل نورانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ایک دن میں اپنے ایک فرزند مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے فقیروں اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کررہا تھا۔ اِسی اثناء میں میری زبان پر یہ بات آئی کہ یہ صدقہ ہم سے کیونکر قبول ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ (المائدۃ:۲۷) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) متقیوں سے قبول فرماتا ہے''۔ میں اِسی تردد میں تھا کہ حضرت حق جل جلالہ کی طرف سے آواز آئی اِنَّکَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ''بے شک تم متقیوں میں سے ہو''۔ ۳۹ؔ

واقعہ نمبر۲:

شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ''اخبار الاخیار شریف'' میں

۳۹ؔ حضرات القدس ص ۱۰۱ فارسی مکاشفہ نمبر ۱۷۔

حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھتے ہیں۔

وتمام متعلقان او از خدمت گاراں وغیرھم ھمہ نصف شب آخر برای تہجد می برخاستند وتاوقت چاشت در منزل او جز باشارت دست وزبان کارمی شد از جہت مشغولی اوراد ونوافل گویند کہ وی را شب جمعہ بروح مطہر رسول ﷺ مقدار چند من برنج قبولی می پختند کہ بر ہر برنجی سہ کرت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ خواندہ می دمیدند ۴۰؎ "اور تمام متعلقین اور خدمت گار وغیرہ آدھی رات کے بعد نمازِ تہجد پڑھنے اُٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اِشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعتہ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسولِ کریم ﷺ کی روحِ پُرفتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا"۔

سوال: فاتحہ مروجہ کے بارے میں کسی ایسے شخص کا حوالہ پیش کریں جس کو دیوبندی حضرات یا غیر مقلدین مانیں؟

جواب: سچائی کسی مسلک کی محتاج نہیں۔ اِسی سوچ نے سارا نظام خراب کر دیا ہے ایک بات ایک شخص کہتا ہے جو ۱۰۰ فیصد صحیح ہوتی ہے مگر اُس بات کو اِس لئے نہیں مانا جاتا کہ دلیل مانگنے والا سچائی کی عظمت کا قائل نہیں بلکہ اپنے پسندیدہ شخص کو دیکھتا ہے جبکہ اسلام اِس چیز کو پسند نہیں کرتا۔ بعض اَوقات بات ایک جیسی ہوتی ہے مگر اَفراد کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی وجہ سے سچی بات کا خون ہو جاتا ہے۔

بہر حال ایک اَیسی شخصیت کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے جنہیں اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اپنا روحانی پیشوا اور راہنما مانتے ہیں یعنی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب۔ آپ فرماتے ہیں:-

"نفسِ ایصال ثواب بارواحِ اموات میں کسی کو کلام نہیں......... سلف کی تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مساکین کو کھلا دیا اور دِل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر

۴۰؎ اخبار الاخیار ص ۲۲۷۔ ۴۱؎ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ص ۸۱ (کلیات امدادیہ)۔

لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا جیسے نماز میں نیت ہر چند دِل سے کافی ہے مگر مواقف قلب ولسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اِس طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اِس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اِس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ اِستحضار قلب ہو' کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے اِس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دُعا کی اُمید ہے تو اِس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین عبادتین ہے"۔

ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار

قرآنِ مجید کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں' پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے کہا دُعا کے لئے رفع یدین سُنّت ہے تو ہاتھ بھی اُٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اُس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اُس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ دیا پس یہ ہیت کزائیہ حاصل ہوگئی۔ رہا تعینِ تاریخ تو یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اُس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اِس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے۔ ۴۱

گیارھویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ کی' دسویں' بیسویں' چہلم' ششماہی' سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور سرمنی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ' حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اِسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ ۴۲

گیارھویں شریف کتنا اچھا کام ہے۔ گیارھویں شریف کے پروگرام میں تلاوت قرآنِ مجید ہوتی ہے' نعت مصطفیٰ کریم ﷺ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت سنائی جاتی ہے اور بزرگانِ دین' اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے

---

۴۲ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ص ۸۲ (کلیات امدادیہ)۔

حالات سنائے جاتے ہیں' دُرود وسلام پڑھا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ حاضرین کو شرینی وطعام پیش کیا جاتا ہے۔ تبلیغِ دین کے لئے عقائد کو پختہ کرنے والی اور اعمال کو درست کرنے والی صحیح العقیدہ اہل اِسلام اہلسنّت و جماعت علماء کرام کی کتابیں تقسیم کی جاتی ہیں۔

تلاوت کا ثواب ایک ایک حرف کے بدلے میں دس دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ذکروفکر میں آیاتِ قرآنیہ' اَحادیثِ مبارکہ اور حالات وواقعات بیان ہوتے ہیں۔ سُنّتِ الٰہیہ اور سُنّتِ رسولِ کریم ﷺ کی روشنی میں اوامرونواہی' درس وتدریس' معجزات وکرامات کا بیان ہوتا ہے۔ دُرود وسلام کی برکت سے پڑھنے والوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے' درجات بلند ہوتے ہیں' رحمتوں کی بارش ہوتی ہے اور خود ربّ ذوالجلال والاکرام دُرود وسلام پڑھنے والوں پر دُرود بھیجتا ہے۔ ذکرِ الٰہی اور ذکرِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی برکت سے وہ جگہیں جنت کے باغ بن جاتی ہیں۔ ایصالِ ثواب دُعا واِستغفار کے ذریعے دینِ اِسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

نذر، نیاز کی حقیقت

دیگر مسائل کی طرح اِس مسئلہ میں بھی بعض لوگوں نے حقیقت ومجاز کی شرط کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے محض معنوں کا سہارا لیکر حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ قطعی طور پر کھُلی اور واضح حقیقت ہے کہ اِن دونوں الفاظ کا اطلاق حقیقی معنوں پر بھی ہوتا ہے اور مجازی معنوں پر بھی۔ چنانچہ سب سے پہلے آپ چند مُعتبر کُتب سے اِس کے دونوں حقیقی، مجازی اور دیگر کئی اِصطلاحی معنے ملاحظہ فرمائیں۔ اِس کے بعد اِن الفاظ کے مجازاً مستعمل ہونے کے متعلق چند حوالے پیش کیے جائیں گے۔

فیروزُ اللُّغات

☆ نذر کے حقیقی معنے: (۱) مَنّت، صدقہ، قربانی، بھینٹ۔

☆ نذر کے مجازی معنے: (۲) نیاز، تحفہ، فاتحہ

☆ نذر کے لغوی معنے: (۳) اپنے اُوپر کوئی چیز واجب کرلینا۔

☆ نذر پکڑنا: ہدیۂ دینا، تحفۂ دینا پیشکش کرنا۔

☆ نذر دینا: (۱) کسی بڑے کے سامنے کوئی چیز یا نقدی بطور تحفہ پیش کرنا۔ (۲) فاتحہ کرنا۔

☆ نذر کرنا: (۱) بھینٹ چڑھانا' (۲) پیش کرنا' (۳) رشوت دینا' (۴) پُوجنا' (۵) حوالہ کرنا، سپرد کرنا۔

☆ نذر ماننا: کسی بات یا عہد کو اپنے اُوپر واجب کرلینا۔

☆ نذر ہے: حاضر ہے، موجود ہے۔

☆ نذریں گذارنا: حاکم کے سامنے تحفے اور نقدی پیش کرنا۔

☆ نذرانہ: (۱) پیشکش (۲) تحفہ، ہدیہ (فیروزُاللُّغات صفحہ نمبر ۱۱۷۷)

☆ نیاز: (۱) حاجت (۲) اِحتیاج (۳) آرزو (۴) تمنا (۵) میل خواہش (۶) اظہارِ محبت (۷) اِنکسار (۸) عاجزی (۹) مسکینی (۱۰) تبرّک (۱۱) تحفہ درویشاں (۱۲) نذر (۱۳) بھینٹ (۱۴) چڑھاوا (۱۵) منّت (۱۶) اِلتجا (۱۷) ملاقات (۱۸) واقفیت (۱۹) روشناسی (۲۰) جان پہچان۔ (فیروزُاللُّغات۔ مطبوعہ فیروز سنز لاہور صفحہ ۱۴۰۸)

☆ نیاز دلوانا: (۱) فاتحہ دلوانا (۲) دُرود فاتحہ دِلوانا۔

☆ نیاز کرنا: (۱) نیاز دلانا (۲) فاتحہ دلانا (۳) کسی بزرگ کے نام کا کھانا کرنا (۴) نذر کرنا (۵) بھینٹ کرنا (۶) نذر چڑھانا (۷) نذر پکڑنا (۸) صدقہ کرنا (۹) نثار کرنا (۱۰) دینا (۱۱) حوالہ کرنا۔

مجھے دینِ اِسلام سے پیار ہے

سوال نمبر۲: کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ کسی غیر صحابی کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں؟

جواب: اِس سوال کے جواب کے لئے اہم ترین ماخذ قرآنِ مجید ہے۔قرآنِ مجید سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔قرآنِ مجید میں کل چار آیات مبارکہ ہیں جن میں رضی اللہ عنہم کے کلمات آتے ہیں۔

(۱) سورۃ المائدۃ آیت نمبر۱۱۹ (۲) سورۃ التوبۃ آیت نمبر۱۰۰ (۳) سورۃ المجادلۃ آیت نمبر۲۲ (۴) سورۃ البینۃ آیت نمبر۸۔ اِن کے علاوہ ایک آیت میں لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ...... آتا ہے۔(سورۃ الفتح آیت نمبر۱۸)

سورۃ المائدۃ آیت نمبر۱۱۹۔

(۱) قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ ؕ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ ’’اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا کہ یہ (قیامت کا دن) وہ دن ہے جس میں سچوں کو اُن کا سچ کام آئے گا۔اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں' اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی۔یہ بہت بڑی کامیابی ہے‘‘۔

سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر۱۰۰ میں ہے:

(۲) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

’’اور وہ سب سے اگلے' پہلے' مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے، اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی۔اُن کے لئے باغات تیار رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔یہی بہت بڑی کامیابی ہے‘‘۔

تفسیر احسن البیان میں ہے:

''اس میں تین گروہوں کا ذکر ہے ایک مہاجرین کا جنہوں نے دین کی خاطر اللہ اور رسول کے حکم پر مکہ اور دیگر علاقوں سے ہجرت کی اور سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ گئے' دوسرے اَنصار جو مدینہ میں رہائش پذیر تھے اُنہوں نے ہر موقع پر رسول اللہ ﷺ کی مدد اور حفاظت فرمائی اور مدینہ آنے والے مہاجرین کی خوب پذیرائی اور تواضع کی اور اَپنا سب کچھ اُن کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہاں اِن دونوں گروہوں' سابقون اور اوّلون کا ذکر فرمایا ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جو اِن مہاجرین واَنصار کے خلوص اور اِحسان کے ساتھ پیروکار ہیں۔ اِس گروہ سے مراد بعض کے نزدیک اِصطلاحی تابعین ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت سے مشرف ہوئے اور بعض نے اِسے عام رکھا ہے۔ یعنی قیامت تک جتنے بھی اَنصار اور مہاجرین سے محبت رکھنے والے اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے مسلمان ہیں وہ اِس میں شامل ہیں۔ اِن میں اِصطلاحی تابعین بھی آ جاتے ہیں۔

(تفسیر احسن البیان من وعن حاشیہ نمبر ا ص ۵۰۱ چھاپہ سعودی عرب)

سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر ۲۲ میں ہے:

(۳) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ''جو لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں تم نہ پاؤ گے کہ وہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں' یہ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ (ﷻ) نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی

مدد فرمائی اور اُنہیں اُن باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (ﷻ) سے راضی۔ یہ اللہ (ﷻ) کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی ہی جماعت کامیاب ہے"۔

"رضی اللہ عنہم پر اُن کے ایمانِ خالص، یقینِ کامل اور عملِ صالحہ کا انعام ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے راضی ہے اور وہ بھی انعام واکرام پر راضی ہیں۔ یہ اعزاز واکرام اور یہ انعام وافضال ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈر کر اُس کے احکام کی اطاعت کریں اور اُس کے محرمات سے دُور رہیں"۔ (جواہر القرآن از افادات حسین علی واں بچھروی ترتیب غلام اللہ خان غیر مقلد + مقلد)

سورۃ البینۃ کی آیت نمبر ۸ میں ہے:

(۴) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ۝ ط جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ۝ع "بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کیے وہ تمام مخلوق میں بہترین ہیں۔ اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس ہے، بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (ﷻ) اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی۔ یہ اُس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے"۔

اِس آیت میں بیان کردہ اعزاز (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) اگرچہ خاص صحابہ کرام کے بارے میں نازل نہیں ہوا۔ تاہم وہ اِس کا مصداقِ اَوّلین اور مصداق اتم ہیں۔ اسی لیے اس کے معنیٰ مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے مذکورہ صفات سے متصف ہر مسلمان رضی اللہ عنہ کا مستحق بن سکتا ہے۔ (تفسیر احسن البیان ص ۱۲۸۲ من وعن سعودی عرب)

سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۱۸ میں ہے:

(۵) لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝لا "بے

شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اُس پیڑ کے نیچے آپ (ﷺ) کی بیعت کرتے تھے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے جانا جواُن کے دِلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اُتارا اور اُن کو جلد آنے والی فتح کا انعام عطا فرمایا''۔

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ نمبر ا میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سچوں کا ذکر فرمایا ہے کہ سچوں کا سچ قیامت کے دن کام آئے گا۔ اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ سچے لوگ جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اُن لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے ''رضی اللہ عنہم''۔ اِس سے معلوم ہوا ہر سچے ایمان والے کو ''رضی اللہ عنہ'' کہہ سکتے ہیں۔

یہاں اِس آیتِ مبارکہ میں ''رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ'' کا لفظ اگرچہ صحابہ کرام کے لئے خاص ہے۔ لیکن قیامت تک جتنے بھی سچ بولنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے وہ بھی اِس آیت کی بشارت کے مصداق ہوں گے۔ یہ بالکل اِسی طرح ہے جیسے ہم سورۃ الفاتحہ شریف میں پڑھتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اِلتجا کرتے ہیں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۙ کہ ''ہمیں سیدھی راہ چلا' اُن لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا''۔

''جن پر انعام ہوا'' وہ کون ہیں؟ وہ یہ مقبول ہستیاں ہیں: اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡھِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا ؕ (النسآ:٦٩) ''جن پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اِنعام فرمایا وہ ہیں' یعنی انبیاء کرام (علیہم السلام) صدیقین' شہداء اور نیک لوگ۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں''۔ انبیاء کرام (علیہم السلام) کا سلسلہ تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے تشریف لانے پر ختم ہو چکا ہے لیکن صدیقین' شہداء اور صالحین قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور صدیقوں' شہداء اور صالحین سے اللہ تبارک وتعالیٰ راضی ہے (رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ)

دوسری آیتِ مبارکہ میں اَلسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ میں مہاجرین اور انصار ''رضی اللہ عنہم'' کا ذکر ہے اُن کے ساتھ ہی وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡھُمۡ بِاِحۡسَانٍ یعنی ''اور وہ لوگ جو اُن کے پیرو ہوئے'' اُن کا ذکر ہوا ہے۔ اُن سے مراد باقی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں اور

قیامت تک کے تمام مسلمان جو مہاجرین' انصار اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اطاعت اور پیروی کرنے والے ہیں' مراد ہیں۔ ایسے لوگ کثیر تعداد میں اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ اس لئے وہ لوگ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیروکار ہیں اُن کو بھی "رضی اللہ عنہ" کہہ سکتے ہیں۔

تیسری آیت مبارک جو کہ سورۃ المجادلۃ کی آیتِ مبارک نمبر ۲۲ ہے' میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے کہ مومن کامل کی علامت یہ ہے کہ اُس کا دِل نہ تو کفار کی طرف جھکتا ہے اور نہ ہی اُس کے دِل میں اُن کی محبت ہوتی ہے۔ (جیسی ایمان والوں سے ہونی چاہئے) اگرچہ اُس کے ماں باپ' بہن بھائی' رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں' اللہ عزوجل اور رسولِ کریم ﷺ سے محبت کرنے والا دل' دشمنانِ پروردگار (عزوجل) اور دشمنان رسول کریم (ﷺ) کی محبت اپنے دِل میں نہیں آنے دیتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں اِس کی جیتی جاگتی تفسیر ہیں۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ربیعہ کو واصل جہنم کیا۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن عمیر کو بدر میں واصل جہنم کیا۔ اِس آیتِ مبارکہ سے ثابت ہوا جن کے دِلوں میں اللہ عزوجل نے اِیمان نقش فرمادیا ہے اور اُنہیں ایمان پر اِستقامت عطا فرمادی ہے۔ اللہ عزوجل اُن سے راضی ہے خواہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں جو ان اِرشادات کا اوّل مصداق ہیں یا اَولیاء کرام اور بزرگانِ دین ہوں جو اپنے سینوں میں نورِ ایمان رکھتے ہیں اُنہیں "رضی اللہ عنہ" کہہ سکتے ہیں۔

تمام دلائل اور باتوں کا جواب سورۃ البینۃ میں مل جاتا ہے' اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ○ جَزَآءُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا "بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے وہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ اُن کا صلہ اُن کے ربّ (کریم) کے پاس' باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے"۔

جو بھی کلمہ پڑھنے والا' ایمان والا اور اَعمالِ صالحہ کرنے والا ہے اُس کے لئے مذکورہ بالا اِنعام ہے اور وہ ایسا خوش نصیب ہے کہ **رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ**

''اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی''۔

اِس آیتِ مبارکہ سے بھی معلوم ہوا' ہر ولی اور بزرگ کو'' رضی اللہ عنہ '' کہہ سکتے ہیں کیونکہ اِس آیتِ مبارکہ کے آخر میں ہے **ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ** ''یہ اِس لئے کہ جو اپنے ربّ (کریم) سے ڈرے''۔ جس قدر ایمان کامل اُسی قدر خوفِ الٰہی زیادہ۔ جس کے دل میں خوفِ الٰہی ہو وہ بہترین مخلوق ہے۔ اُس کے لئے '' رضی اللہ عنہ '' کہنا درست ہے' چاہے صحابی رضی اللہ عنہ ہو یا تابعین یا آئمہ مجتہدین' صحیح العقیدہ متقی' پرہیز گار مفسرین اور بزرگانِ دین' رضی اللہ عنہ۔

جب مذکورہ بالا آیاتِ مبارکہ نازل ہو رہی تھیں اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا فیض پانے والے جو لوگ موجود تھے وہ اوّلین حقدار ہیں کہ اُنہیں رضی اللہ عنہ کہا جائے۔ لیکن بعد میں پیدا ہونے والوں کے لئے نہ تو '' رضی اللہ عنہ '' کہنے کی پابندی ہے اور نہ ہی شریعت اِسلامیہ کے کسی قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اگرچہ عام طور پر جب کسی کو'' رضی اللہ عنہ '' کہا جاتا ہے' تو سُننے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ ہے۔ اَولیاء کرام کے لئے عام طور پر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' الرحمۃ' قدس سرہ العزیز کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ لیکن کتابِ الٰہی میں قیامت تک آنے والے اِیمان والوں کے لئے پیغامِ حیات اور ضابطۂ اَخلاق ہے۔ لہٰذا جو جو اِن شرائط کو پورا کرے وہ رضی اللہ عنہ کہلانے کا حقدار ہے۔ اِس لئے غیر صحابی کو بھی '' رضی اللہ عنہ '' کہنا صحیح ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ خود اَیسا فرماتا ہے تو ہمارے لئے قرآنِ مجید رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ آیاتِ قرآنیہ یہ بتاتی ہیں کہ جو صحابی نہ ہو اُس کو بھی رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

بعض لوگ بزرگوں کے لئے'' رضی اللہ عنہ '' کہنے پر جز بز ہوتے ہیں' اُن کی اِطلاع کے لئے تحریر ہے کہ حضرت اِمام بخاری جو نہ تو صحابی ہیں نہ ہی تابعی اُن کی کتاب الادب المفرد شائع کرنے والوں نے اُن کا نام لکھا ہے۔ الامام الحافظ محمد اسماعیل بخاری **رضی اللہ عنہ** (چھاپہ بیروت)۔ ابن قیم الجوزی صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے جلاء الافہام (چھاپہ بیروت)۔ اِس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۲ پر موصوف نے اپنے استاد ابن تیمیہ صاحب کو **رضی اللہ عنہ** لکھا ہے۔ شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے اخبار الاخیار میں صفحہ نمبر ۹ پر حضرت پیر پیراں شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی کے نام کے ساتھ **رضی اللہ عنہ** لکھا ہے۔

اللہ عزوجل ہم سب کو مدینہ منورہ میں دربارِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری بار بار نصیب

فرمائے۔ وہاں ریاض الجنۃ کے بعد اصحاب صفہ کے چبوترے کے قریب جو بڑا صحن بنا ہے جہاں چھتریاں لگی ہیں وہاں چار دیواری پر مختلف بزرگوں کے نام لکھے ہیں مثلاً حضرت نعمان بن ثابت (ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ)، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ، حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی صحابی نہیں۔

کشف المحجوب (نسخہ تہران) اصل فارسی زبان از حضرت ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری الغزنوی الاہوری المشہور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ میں تمام تابعین مثل حضرت اویس بن عامر قرنی، حضرت خواجہ حسن بصری اور حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الخزار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم سب کے ناموں کے ساتھ **رضی اللہ عنہ** لکھا ہے اور تقریباً 72 دیگر اولیاء اللہ کا ذکر خیر کیا گیا ہے اور سب کے ناموں کے ساتھ **رضی اللہ عنہ** لکھا ہے۔

☆☆☆

قیامت کے دن باپ کے نام پر پکارا جائے گا

سوال نمبر۳: قیامت کے دن انسان کو ماں کے نام سے پکارا جائے گا یا باپ کے؟

جواب: حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب الادب میں ایک باب باندھا ہے **بَابٌ یُدْعَی النَّاسُ بِآبَائِھِمْ** = ''باب قیامت کے دن لوگوں کو اُن کے باپوں کے نام سے پکارا جائے گا''۔ اِس باب میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ دو احادیث مبارکہ لائے ہیں دونوں کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ جن کا مضمون ایک جیسا ہے۔ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ الْغَادِرَ یُرْفَعُ لَهٗ (یُنْصَبُ لَهٗ) لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ** [۱] ''قیامت کے دن غدر (دغا کرنے والے) کے لئے ایک جھنڈا اُٹھایا جائے گا (بلند کیا جائے گا) یہ فلاں شخص کے بیٹے کی دغابازی کا نشان ہے''۔

---

[۱] صحیح بخاری جلد۲ص۹۱۲، فتح الباری جلد۱۰ص۶۸۹، عمدۃ القاری جلد۱۱جز۲۲ص۲۰۱، تفہیم البخاری جلد۹ص۴۳۲-۴۳۳، تیسیر الباری جلد۸ص۱۲۴۔

سنن ابوداؤد میں باب فی الادب میں =**بَابٌ فِی تَغْیِیرِ الْاِسْمِ الْقَبِیحِ** "باب بُرے نام بدل دینے چاہئیں" کے تحت لکھا ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **اِنَّکُمْ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِاَسْمَآئِکُمْ وَاَسْمَآءِ اٰبَآئِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَآئَکُمْ** ۲؎ "تم قیامت کے دن اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے بلائے جاؤ گے (پکارے جاؤ گے) اس لئے تم اپنے اچھے نام رکھو"۔

"علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ نے ابنِ بطال سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کو اُن کے باپوں کے ناموں سے پکارنے میں بہت پہچان اور لوگوں میں زیادہ امتیاز ہے"۔ ۳؎

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے اُن لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ لوگوں کو قیامت کے دن اُن کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا۔ اسی حدیث شریف کو مشکوٰۃ ص نمبر ۴۰۸ حدیث نمبر ۴۷۶۸، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۹ ص ۲۲ پر سنن ابوداؤد اور مسند احمد کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ تفسیر صاوی جلد ۱ ص ۳۰۲ پر ماں کے نام سے اُٹھائے جانے والے قول کو رد کیا گیا ہے۔

یہی حدیث شریف تفسیر الحسنات جلد ۳ ص ۸۳۰ اور انوار الحدیث ص ۳۱۵ پر بھی ہے۔ علامہ غلام رسول سعیدی تبیان القرآن میں لکھتے ہیں۔

"اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کو قیامت کے دن اُن کے آباء کے نام سے منسوب کر کے پکارا جائے گا۔ مثلاً فلاں بن فلاں اور جو عوام میں مشہور ہے کہ لوگوں کو اُن کی ماؤں کی طرف منسوب کر کے پکارا جائے گا یہ صحیح نہیں ہے"۔ ۴؎ بہارِ شریعت میں ہے کہ امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے نام اور تمہارے باپوں کے نام سے بلایا جائے گا۔ لہٰذا اچھے نام رکھو۔ ۵؎

۲؎ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۹۸ حدیث نمبر ۴۹۴۸، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۹۴، دارمی جلد ۲ ص ۲۸۴، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۶۹، ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۴۴، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۸۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۲۰۱۔ ۳؎ عمدۃ القاری جلد ۱۱ جز ۲۲ ص ۲۰۱، تفہیم البخاری جلد ۹ ص ۴۳۲۔ ۴؎ تبیان القرآن جلد ۲ ص ۱۳۳-۱۳۲۔ ۵؎ بہارِ شریعت جلد ۱۶ ص ۱۲۳، مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور۔